حضرت علامہ قاضی عبدالغفور پنجہ

ضلع شاہپور، ڈاک خانہ مٹھہ ٹوانہ

- حالاتِ زندگی
- ردِّ قادیانیت

حالات زندگی:

فاضل پنجاب حضرت علامہ قاضی عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی تعلق موجودہ ضلع خوشاب کے ایک گاؤں پنجہ شریف سے تھا اور اپنے زمانے میں فیروز پور چھاؤنی میں آرمی کے خطیب اور مستند و جید عالم تھے۔ ابتداء میں مسلک دیوبند کی طرف راغب تھے مگر بعض موضوعات پر انہیں اشکال تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ سے مناظرہ کے لیے بریلی شریف پہنچے۔ حسن اتفاق کہ اس وقت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے دوران درس انہی موضوعات پر سیر حاصل اور نہایت محققانہ گفتگو فرمائی جن پر ان کے ذہن میں اشکالات تھے۔ اس سے انہیں اس قدر تسلی ہوئی کہ کوئی بھی اعتراض باقی نہ رہا۔

جب درس ختم ہوا مصافحہ کا اعزاز پایا تو امام احمد رضا نے پوچھا...... مولانا! کیسے تشریف لائے؟ بے ساختہ عرض کیا: حضور امرید ہونا چاہتا ہوں۔ فرمایا: کیا پڑھے ہوئے ہو۔ جواباً درسیات کی تمام کتب کے نام گنوا دیے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ مولانا! کچھ عرصہ یہیں قیام فرمایئے اور مزید پڑھیے۔ مولانا قاضی عبدالغفور رحمہ اللہ تعالیٰ دو سال بریلی شریف حاضرِ خدمت رہے۔ دستار فضیلت اور دستار خلافت و اجازت کی تحریری اسناد سے سرفراز ہوئے اور پھر پنجہ شریف مستقل سکونت اختیار کی اور خدمتِ دین متین میں ساری زندگی صرف کر دی۔ معارف رضا سال ۱۴۱۳ھ / بمطابق ۱۹۹۲ء میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

''امام احمد رضا کے تلامذہ اور خلفاء پاک و ہند کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں سکھر (سندھ) میں قیام کے دوران محترم مولانا حافظ محمد رفیق صاحب قادری زید عنایۃ (مہتمم دارالعلوم جامعہ انوار مصطفیٰ سکھر) نے فرمایا کہ ایک دستاویز ان کے علم میں بھی ہے جو

ان کے استاد گرامی مولانا عبدالغفور علیہ الرحمہ کے گھرانے میں محفوظ ہے۔ دستاویز کے مطالعہ کے بعد معلوم ہوا کہ یہ دو سندیں ہیں جن کا تعلق پاکستان کے مولانا محمد عبدالغفور شاہپوری سے ہے۔ پہلی سند تکمیل ہے جو ۶ رذی القعدہ ۱۳۳۰ھ کو جاری کی گئی ہے۔ دوسری سند خلافت واجازت ہے۔

پہلی سند تکمیل میں مولانا کا نام اس طرح لکھا ہوا ہے: ''العالم العامل والفاضل والفاصل المولوی عبدالغفور بن قاضی عبدالحکیم المتوطن پنجہ ضلع شاہ پور''۔ آخر میں ان الفاظ کے ساتھ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں صاحب کی تصدیق ہے ''انا مصدق لذلک واللہ خیر مالک''۔ اور حجۃ الاسلام کی مہر بھی ہے۔ پھر ان الفاظ کے مولانا محمد امجد علی اعظمی کی مہر بھی ہے ''قد قرا من بعض الکتب الدرسیۃ''۔

اس سند کے آخر میں امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے دستخط ہیں اور مہر بھی ثبت ہے۔ اس کے علاوہ مولانا امجد علی اعظمی، مولانا حامد رضا خاں صاحب، مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب اور دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف کی بھی مہریں ہیں۔ حضرت سیاح حرمین بابا جی سید طاہر حسین شاہ جیسے بزرگ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں آپ کا مزار مبارک پنجہ شریف میں مرجع خلائق ہے۔

از: ملک محبوب رسول قادری، مجلہ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۶ء

رد قادیانیت:

رد قادیانیت کے موضوع پر آپ کے دو رسائل بعنوان ''لیاقت مرزا'' اور عمدۃ البیان فی جواب سوالات اہل القادیان' دستیاب ہوئے ہیں۔ ادارہ انہیں سلسلہ عقیدہ ختم نبوت کی تیرہویں میں زیور طبع سے آراستہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

تُحفَۃُ العُلَمَاءِ

فِی

تَردِیدِ مِرزَا

لِیاقتِ مرزا

تصنیفِ لطیف

حضرت علامہ قاضی عبدالغفور پنجہ

(ضلع شاہپور، ڈاک خانہ مٹھہ ٹوانہ)

نوٹ: ادارے کو مصنف کا سن ولادت اور سن وفات معلوم نہ ہو سکا۔ اگر کسی کے پاس معلومات ہوں تو ادارے کو ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

مسمیاً حامداً مصلیاً مسلماً

اما بعد ..... مرزا صاحب کے حواری آپ کو معراج لیاقت پر پہنچا کر عرش معلیٰ سے بھی بالا لے گئے۔ مگر ناظرین مرزا کی لیاقت کا اندازہ آپکو معلوم ہو جائیگا۔

۱..... آنجناب مرزا صاحب نے نزول المسیح ص ۵۶ میں لکھا ہے کہ

”کیونکہ جب میں عربی یا اردو میں لکھتا ہوں تو محسوس ہوتا ہے کہ مجھے کوئی اندر سے تعلیم دے رہا ہے۔“ اور عربی کی لیاقت مرزا صاحب کی یہ ہے کہ مولوی محمد حسن صاحب فیضی مرحوم پروفیسر عربی کالج نے اکتالیس اشعار کا ایک بے نقطہ قصیدہ شہر سیالکوٹ مسجد حکیم حسام الدین میں مرزے کے پیش کر کے عرض کی کہ حاضرین کو ان اشعار کا حل کر کے مطلب سنا دیں۔ مرزے کی سمجھ میں جب نہ آیا تو ایک اپنے فاضل حواری کو پیش کیا۔ فاضل صاحب نے جواب دیا کہ مولوی صاحب آپ ہی اسکا ترجمہ کریں، ہم کو اس کا پتہ نہیں لگتا۔ (سبحان اللہ یہ تھی عربی کی لیاقت، دونوں لاجواب ہو بیٹھے) مولوی محمد حسن صاحب فیضی نے اخباروں میں چھپوا دیا کہ ”اندر جیسے مرزا صاحب کوئی تعلیم دے رہا ہے۔“

۲..... اندر والا ملہم روح القدس قدسیت ہر وقت ہر لحظہ بلا فصل ملہم کے تمام قویٰ کام کرتی رہتی ہے۔ (دافع الوساوس ص ۹۳، آئینہ کمالات) (یہ نتیجہ اندرونی ملہم کا ہے)

علمائے اسلام نے اتنی غلطیاں مرزے کی پکڑیں کہ وہ چیخ اٹھا اور علمائے کرام کو طرح طرح کے الزام دینے لگا اور اپنا پیچھا چھڑانے لگا۔ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”سیف چشتیائی“ میں اور مولوی ثناء اللہ صاحب نے ”الہامات مرزا“ میں اور مولوی مفتی غلام مرتضیٰ صاحب نے مرزے کی غلطیاں بیان کر کے مٹی پلید کی۔ ناظرین

کے لئے وہی کافی ہیں، وہاں دیکھ لیں، مجھے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ عاجز عام غلطیاں مرزے کی جو اس نے بیان کیں کہ ہرایک سمجھ سکتا ہے، لکھتا ہے۔ مرزے کو اردو کی لیاقت وسمجھ نہ تھی تو وہ بے چارہ عربی فارسی خاک سمجھتا۔ مرزا نے اپنی تصانیف میں بہت غلطیاں کیں۔ مگر میری نظر سے مرزے کی جو غلطیاں گذریں وہ یہ ہیں:

۱...... مرزا نے بیانیہ کے لئے ''جو'' استعمال کیا۔ مثلاً یہ عقیدہ رکھتے ''جو'' خداتعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں۔ (چشمہ مسیحی ص ۲۸)

۲...... جہاں ''تاکہ'' لکھنا ہوتا ہے مرزا وہاں صرف ''تا'' لکھتا ہے۔

(سرمہ چشم آریہ ص ۱۲۹، آسمانی فیصلہ ص ۲۸)

اب نمونہ کے طور پر چند غلطیاں مرزا کی تحریر کرتا ہوں۔

۱...... بجائے ''غار'' کے غاریں کھود رہے ہیں۔ اپنی قوم کیلئے وہی غاریں کھود رہے ہیں۔

(نشان آسمانی ص ۵)

۲...... بجائے ''گیارہ'' گیاراں لکھا ہے۔ (نشان آسمانی ص ۳)

۳...... ''بھیڑ'' کی جگہ بھیڈ۔ (آئینہ کمالات ص ۳۲، حقیقت الوحی ص ۳۶۳)

۴...... ''ایسا غبار'' (مذکر) کی جگہ ایسی غبار (مؤنث) لکھا ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۲۷)

۵...... ''ایسے خواب'' کی جگہ ایسی خوابیں لکھا ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۲۷، آسمانی فیصلہ ص ۲۸)

۶...... ''بارہ'' کی بجائے باراں لکھا۔ (الف ص ۵۶، ست بچن ص ۱۶۹)

۷...... ''تلاش کنندہ'' بجائے ''متلاشی'' کہ یہ اصح ہے۔ (سرمہ چشم آریہ ص ۱۷۱)

۸...... یدطولیٰ کی بجائے ید طولی لکھا۔ (نشان آسمانی ص ۳۳)

۹...... اول الان وردی آوردی بجائے اول الفتح مرزا نے لکھا۔ (در ثمین ص ۲۶)

۱۰...... ''نہ کرو'' فصیح چھوڑ کر ''مت کرو'' نہیں چاہئے۔ (کشتی نوح ص ۲۷)

۱۱...... ''عجب تر'' کی جگہ ''عجیب تر'' لکھا۔ جو غیر واضح ہے۔

(ازالہ دوم حصہ ص ۲۸۱، سرمہ چشم آریہ ص ۹۳)

۱۲...... بجائے ''ترقی'' ترقیات لکھا۔ (حصہ اول ازالہ ص ۵۳)

۱۳...... ''اپنے اندر کو ٹٹولو'' بجائے ''سوچو'' کے۔ (ازالہ حصہ اول ص ۳)

۱۴...... جھوٹ بولنا اور ''گوہ'' کھانا ایک برابر ہے۔ لکھا۔ جبکہ فصیح پاخانہ یا ''غلیظ'' ہے۔ گوہ پنجابی لفظ غیر واضح ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۲۰۶)

۱۵...... آنحضرت نے گائیاں ذبح ہوتی دیکھیں۔ ''گائیں'' کی بجائے ''گائیاں'' لکھا۔

(ازالہ ص ۲۹۲ حصہ اول وحقیقت الوحی ص ۳۰۹)

۱۶...... درد گردہ شروع ہوگئی کی جگہ درد گردہ شروع ہوگیا (جو مذکر ہے) ہونا چاہئے۔

(حقیقت الوحی ص ۳۶۲، ست بچن ص ۴۲)

۱۷...... ''ان کی انتظار'' کی جگہ ''ان کا انتظار'' ہونا چاہئے۔ (حقیقت الوحی ص ۳۶۲)

۱۸...... لکھنے سے مجبور ہوگیا ہوں۔ (حقیقت الوحی ص ۳۸۶) غلط ہے صحیح معذور ہونا چاہئے۔

۱۹...... عیسائی لوگ۔ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۲۰۶) خلاف محاورہ ہے بلکہ صرف عیسائی چاہئے۔

۲۰...... تنکے کا پہاڑ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۲۹۰) خلاف محاورہ ہے۔ 'رائی کا پہاڑ' ہونا چاہئے۔

۲۱...... ان کے مقابل پر (تتمہ حقیقت الوحی ص ۵۱) صحیح 'مقابلہ پر' ہے نہ کہ مقابل پر۔

۲۲...... دریا کی پل ہوتی ہے (غلط)۔ دریا کا پل ہوتا ہے (درست)۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۲۹)

۲۳...... حدیثوں میں بعض انسانی الفاظ مل گئے۔ (کشتی نوح ص ۷) کیا قرآنی الفاظ میں انسانی الفاظ نہیں؟

۲۴...... نانک نے چولہ بنایا۔ (ست بچن، ص۷۶) چولا ہونا چاہئے۔ اور (ست بچن، ص۸۸) پر لکھا کہ اشعار میں غور کی۔ بلکہ 'غور کیا' ہونا چاہئے۔

۲۵...... اپنے خونوں کو بہا دیا۔ اسکی جگہ خون بہا دیئے ہونا چاہئے۔ (فتح اسلام، ص۲۸)

۲۶...... باوا صاحب کی نماز پڑھنے کی عادت نہ ہوتا۔ (نوٹ، ص۳۸) 'عادت نہ ہوتی' ہونا چاہئے۔

۲۷...... پانچ انگل کا نشان اب تک موجود ہے۔ (ست بچن، ص۱۳۹) انگلیوں کا نشان ہونا چاہئے۔

۲۸...... مگر ہمیں سمجھ نہیں آتا۔ (ست بچن، ص۱۴۲) یہ بات سمجھ نہیں آتی ہونا چاہئے۔

۲۹...... یہ بات بھی مجھے بیان کرنا ضروری ہے۔ (ست بچن، ص۱۵۰) 'بیان کرنی' ہونا چاہئے۔

۳۰...... تبت کا بھی سیر و سیاحت۔ (ست بچن، ص۱۶۴) تبت کی بھی سیر و سیاحت ہونا چاہئے۔

۳۱...... معراج کی رات آنحضرت کو کسی نے نہ چڑھتے دیکھا نہ اترتے دیکھا۔ (اربعین کا حاشیہ، ص۲۱) کسی نے چڑھتے دیکھا نہ اترتے دیکھا ہونا چاہئے۔

۳۲...... برائے مہربانی (جنگ مقدس، ص۶۷) براہ مقدس ہونا چاہئے۔

۳۳...... توریت کے کسی مقامات میں۔ (جنگ مقدس، ص۱۱۹) مقام چاہئے نہ کہ مقامات۔

۳۴...... اس آیت کے معنی الٹا کر۔ (چشمہ مسیحی، ص۲۰) 'الٹ کر' صحیح ہے۔

۳۵...... ایک ذرہ تقویٰ ہوتی (فیصلہ آسمانی، ص۲) تقویٰ ہوتا صحیح ہے۔

۳۶...... دونوں کتاب کا موازنہ ہو کر۔ (نور القرآن، ص۳) 'کتابوں کا موازنہ' صحیح ہے کہ کتاب واحد ہے۔

۳۷...... آگ زبردار ہوتی ہے۔ (سرمہ چشم آریہ، ص۳۸) زبردار ہوتا صحیح ہے۔

۳۸...... اس کے بعد تین معتبر ثقہ معزز آدمی نے بیان کیا۔ (سرمہ چشم آریہ، ص۳۶) 'آدمیوں نے' صحیح ہے۔

۳۹...... روح بکلی پاک ختم ہو جائیں گی۔ (سرمہ چشم آریہ، ص۵۵) 'ارواح' ہونا چاہئے۔ یا 'ختم ہو جائے گی'، کہ روح مفرد ہے۔

۴۰...... تو یہ سارا رسالہ کتاب ہو جائے گی۔ (سرمہ چشم آریہ، ص۱۰۵) رسالہ کتاب ہو جائیگا۔

۴۱...... کوئی اسکی ہڈیاں کی فکر میں رہتا ہے۔ (سرمہ چشم آریہ، ص۱۰۵) ہڈیوں کی فکر ہونا چاہئے۔

۴۲...... بندنہ کرو پیار۔ (سرمہ چشم آریہ، ص۱۹۳) پیاری چاہئے نہ کہ پیار۔

۴۳...... جو ذات کل فیضوں کا مبدأ ہونا چاہئے۔ ذات مؤنث ہے جو ذات مبدأ ہونی چاہئے۔

۴۴...... باوا صاحب وجود کا روح ایک رحمت تھی۔ (پیغام صلح) وجود مرحمت تھا۔ وجود مذکر ہے۔

۴۵...... "ایسی زہر ہے"۔ (پیغام صلح) "ایسا زہر ہے" ہونا چاہئے۔

۴۶...... اس پر بھی ہماری طرف بڑی توقف ہوئی'۔ (استفتاء، ص۹) 'توقف ہوا'۔

۴۷...... اکثر لوگ متقی ہوتے ہیں لیکن وہ زہد اسکے کام نہیں آسکتا'۔ (تقریریں، ص۵) بجائے اسکے 'ان کے کام نہیں آسکتا'۔

۴۸...... پھر تورات دن اسکی 'عیب چینی' میں گذرتی ہے۔ (ص۱۷) 'عیب جوئی' میں گذرتی ہے۔

۴۹...... اس لئے تم سب کو گواہ رکھتا ہوں'۔ (تقریریں، ص۲۶) 'گواہ کرتا ہوں' صحیح ہے۔

۵۰...... یہ تحقیر کی باتیں جو اسکے ہونٹوں پر چڑھ رہی تھیں۔ (نزول المسیح، ص۱۲) باتیں زبان پر

چڑھتی ہیں نہ کہ ہونٹوں پر۔

۵۱......اس کا اخبار بند کی جائے کی جگہ اسکا اخبار بند کیا جائے۔ (اخبار مذکر ہے) (نزول المسیح ص۲۱)

۵۲......'طاعونیں' بھی دو قسم کی ہوتی۔ (نزول المسیح ص۱۵) 'طاعون' دو قسم کی ہوتی ہے۔

۵۳......قادیان طاعون سے 'فنا ہو جاتی' (نزول المسیح، ص۱۷) 'فنا ہو جاتا' کہ شہر و گاؤں مذکر ہوتے ہیں۔

۵۴......'ای نادانوں' (نزول المسیح ص۲۳) غلط 'نادانو!' صحیح ہے۔

۵۵......اپنے ہونٹوں نے شہادت۔ (نزول المسیح ص۲۵) اپنی زبان سے شہادت صحیح ہے۔

۵۶......ٹھیک بسیاری عیال کا ترجمہ ہے۔ (نزول المسیح ص۲۵) بجائے 'بسیاری' 'کثرت' صحیح ہے۔

۵۷......دینی و علمی کتابیں جو معارف پر مندرج ہوتی ہیں۔ (نزول المسیح ص۶۲)

۵۸......'لومبڑی' کی طرح۔ (نزول المسیح ص۶۲) کی جگہ 'لومڑی' صحیح ہے۔

۵۹......ایسا کھینچا گیا کہ مجھے اٹکل نہیں آتی مجھے کیا ہو گیا۔ (نزول المسیح ص۸۱) اردو نہ پنجابی۔

۶۰......یقین اپنے نوروں کے سمیت آتا ہے۔ (نزول المسیح ص۹۲) انمیں سمیت کے ساتھ لفظ 'کے' لانا غیر صحیح ہے۔

۶۱......نورے کے لگانے سے ایک دفعہ بال گر جاتے ہیں۔ (نزول المسیح ص۹۲) معلوم ہوا کہ ایک دفعہ گرتے ہیں دوسری دفعہ لگانے سے نہیں گرتے۔ صحیح یہ کہ نورے (جس) سے بال ایک دم گر جاتے ہیں۔ یعنی جب چاہو لگاؤ گرتے ہیں۔

۶۲......مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ ''کاش'' میں کسی دف کے ساتھ منادی کراؤں۔ (نزول المسیح،

ص۹۶) مرزا کو یہ تمیز نہیں کہ ''کاش'' ماضی کے ساتھ خاص ہوتا ہے نہ کہ مضارع کے ساتھ۔

۶۳......مرزا صاحب عربی تقریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں ہرگز ''یقین نہیں مانتا''۔ (نزول المسیح ص۲۰۰) صحیح ''یقین نہیں کرتا'' ہے۔ اس تحریر میں مرزا صاحب کی ۵ غلطیاں درج ہیں:

۱......اوپر والی۔ ۲......بجائے ڈیڑھ سو کے ڈیو۔

۳......تیسری زبانی کوزبانی۔ ۴......عرب کو عربی اور پانچویں تقریر عربی کرتے کرتے اردو گلابی نہ ہندوستانی نہ پنجابی شروع کر دیتا ہے۔ واہ رے فصاحت مرزا صاحب! تمہاری قوم اور امت تم پر واری جائے اور قربان ہو جائے۔

۶۴......بندگان خدا را برائے ہمیشہ در جمع انداخت (دعوت قوم ص۱۲۱) واہ واہ جی کیا فصاحت و بلاغت ٹھیک رہی۔ مرزا صاحب نے فردوسی اور فیضی کو فارسی بول کر شرمسار کر دیا۔

۶۷......جو پیچھے سے اسلام پور قاضی ماچھی کے نام سے مشہور ہوا۔ (البریہ ص۱۳۲) قادیان کی تعریف تو مرزا صاحب نے خوب کی۔ اول تو بعد میں اسلام پور قاضی ماچھی 'قرین قیاس' ہے۔ مگر حقیقت یوں کھلی قادیان اصل میں قاضیاں۔ پھر اسلام پور کو ایسا بگاڑا۔ قادیان سے کیدیان بن گیا۔

میرے دوستو! مرزا صاحب کی فصاحت و بلاغت کا ملاحظہ فرما چکے ہیں تو ہر ذی عقل سوچ سکتا ہے کہ مرزا صاحب کی اور الہام میں کس قدر غلطی ہوگی۔ مرزا صاحب کی الہام اجزی فیصلہ جو کہ آپ نے مولوی ثناء اللہ کے ساتھ کیا تھا آپ کے اطمینان دل کے لئے درج کیا جاتا ہے جو مرزا صاحب نے ۱۵/اپریل ۱۹۰۷ء کیم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ میں حاضر ہے۔ امام الزماں، مجدد اور مثیل عیسیٰ کا کلام ملاحظہ فرمائیں۔ مرزا صاحب مولوی ثناء

اللہ صاحب کو خط تحریر فرماتے ہیں۔

بخدمت مولوی ثناء اللہ السلام من اتبع الہدیٰ

مدت سے آپ کے پرچہ "اہلحدیث" میں میری تکذیب وتفسیق کا سلسلہ جاری ہے آپ مجھے مردود، کذاب، مفتری، مفسد، دجال لکھتے ہیں۔ مجھے سخت ایذا دیتے ہیں ۔اگر میں ایسا ہوں جیسا کہ مجھے آپ لکھتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ایسوں کی عمر بہت نہیں ہوتی۔وہ جلد ہلاک ہو جاتے ہیں ۔ایسوں کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے اور میں ایسا نہیں۔ جیسا کہ آپ نے مجھے لکھا ہے تو آپ مہلک بیماری اور ہلاکت سے بچ نہیں سکتے۔ آپ طاعون یا ہیضہ یا کسی مہلک مرض سے میرے سامنے مرجائیں گے اور ہلاک ہو جائیں گے۔میری دعا ہے کہ اے میرے پیارے مالک عاجزانہ التماس ہے اگر میں مجدد، مسیح موعود یا جس کا میں نے دعویٰ کیا ہے راستی پر نہیں تو مجھے مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مہلک مرض سے ہلاک کر اور ثناء اللہ کو راحت دے۔ورنہ مولوی ثناء اللہ کو میری زندگی اور موجودگی میں ہلاک کر۔مولوی ثناء اللہ تہمت لگا کر میرے سلسلہ کو توڑنا چاہتے ہیں اور میری عمارت کو منہدم کرنا چاہتے ہیں جو تو نے اے آقا اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔اس لئے اب میں تیری تقدیس ورحمت کا دامن پکڑ کر ملتجی ہوں، مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ کر اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد، کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے یا کسی اور سخت آفت میں مبتلا کر جو موت کے برابر ہو۔اے مالک اے پیارے تو ایسا ہی کر۔﴿ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق﴾ (سورۃ اعراف، آیت/۸۹)۔

پس مرزا مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں ہی ہلاک ہو کر مرا۔مرزا صاحب کے دستخط موجود ہیں۔جو آپ نے دعا کی۔

مرزا صاحب کی فراست وصداقت دیکھئے۔مرزا صاحب کا ایک مرید ڈاکٹر عبد الحکیم خان ساکن ریاست پٹیالہ، عمر ۲۰ سال، مرزا صاحب کی شان آن بان دیکھ کر مرزا صاحب سے تائب ہوا۔ڈاکٹر صاحب و مرزا کی گفتگو پر لطف دیکھئے۔ (آئینہ مرزا، ص/۲۵) سے اقتباس کی جاتی ہے) ایک خاتون حق گو جس کا خاوند مرزائی ہو گیا تھا۔ وہ خاتون اپنے خاوند بابو صاحب سے عرض کرتی ہیں ۔ مرزا صاحب خدا کی قسمیں کھا کر جھوٹ بولا کرتے تھے۔یہ کس کو معلوم نہیں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب مرزا صاحب کے بیس سال مرید رہ کر توبہ گار نہیں ہوئے۔مرزا صاحب اور ڈاکٹر صاحب میں مخالفت ہوگئی۔ڈاکٹر صاحب نے مولوی نور الدین کو اطلاع دی کہ مجھے الہام ہوا کہ مرزا صاحب تین سال کے اندر مرجائیں گے۔مرزا صاحب نے غصہ میں آکر یہ تحریر ڈاکٹر صاحب کے جواب میں لکھی

اور بخدا کہ خدا تعالیٰ کا عزیز رسوا نہ ہوگا ۔۔۔ اور بخدا کہ تو غالب نہیں ہوگا اور رسوا کیا جائیگا
یہ خدا کی طرف سے خبر پختہ ہے، محکم ہے ۔۔۔ بس سن رکھ اور اس کا قرار داد وقت آرہا ہے
اور بخدا ہر مکر کا دھاگہ توڑ دیا جائے گا ۔۔۔ خواہ مزم مکر ہے، خواہ وہ سخت مکر ہے

(قربان ہو جائیں مرزے کے ماں باپ اور احمدی قوم کے افراد! کیا فصیح زبان ہے، تاگا کی جگہ دھاگہ لکھا۔ ثعلتک امک (تیری ماں تجھے روئے اور پیٹے) اور غصہ میں آکر مرزا صاحب نے ایک ضخیم کتاب مسمّی "حقیقۃ الوحی" ڈاکٹر کی ضد میں لکھ ماری اور ڈاکٹر صاحب کو مرزا صاحب نے جواب لکھا کہ معمولی الہام، تھرڈ کلاس کے الہام تو ہر کسی کو ہو سکتے ہیں ۔ایک رنڈی کو اپنے یار کی بغل میں بھی الہام ہو جاتا ہے۔میرے الہام سچے ہوتے ہیں۔پھر حقیقۃ الوحی کے ص/۲۵۰ میں عربی اشعار (بے ڈھبے) لکھ

کر ڈاکٹر صاحب کو ڈرایا دھمکایا۔ مگر یہ کوئی راز مخفی نہیں ، بعد تین سال کے مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کے تین سال کے اندر مرزا صاحب زیر زمین ہو گئے۔ خدا کی جھوٹی قسمیں کھانے والے، شیخی مارنے والے کو تین سال کے اندر تباہ اور ہلاک کر دیا گیا اور ڈاکٹر صاحب ۱۲ سال تک مرزے کے بعد زندہ رہ کر طبعی موت سے فوت ہوئے۔ حالانکہ ڈاکٹر نے ایسا کوسا کہ کافر، مفتری، کذاب، دجال، حرام خور، پیٹ پرست جو کچھ منہ میں آیا مرزا کو کہا۔ مگر جھوٹے نبی صاحب کی بددعا نے کچھ اثر نہ کیا۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب کی بددعا سے مرزا صاحب دنیا سے چل بسے۔ ڈاکٹر صاحب اور مرزا صاحب کا مکالمہ کسی اور حصہ میں درج کیا گیا ہے۔ اور مرزا صاحب کی چالاکی دیکھئے۔ میری مرادیں پوری ہوں گی۔ (ص ر ۱۷ اوار بعین ص ر ۱۹) (سب جھوٹ کون سی مراد پوری ہوئی۔ نہ محمدی بیگم قبضہ میں آئی ، نہ بیٹا بشیر عنموائیل ۲۶ صفتوں والا بیٹا خدائی کا مالک ہوا، نہ مرزا صاحب کے دشمن مولوی ثناء اللہ صاحب ، مولوی ابراہیم ، مولوی عبدالحق اور مرزا احمد بیگ اور اسکا داماد سلطان اور نہ محمدی بیگم کی ماں مری اور کون سی مراد پوری ہوئی اور دیکھئے مرزا صاحب کا دعویٰ کہ اسکو مرض مہلک و آفت بخار نہ ہو گا اور ہر ایک خبیث امراض سے محفوظ رہے گا۔

دروغ گو را حافظہ نباشد۔ برکات الدعا میں مرزا لکھتا ہے کہ یہ عاجز دائم المریض وعوارض میں مبتلا رہتا ہے۔ حقیقۃ الوحی ص ر ۲۳۱ میں لکھتا ہے۔ ایک مرتبہ میرا نصف حصہ بدن سے بے حس رہا۔ ایک دفعہ قولنج زحیری سے بیمار رہا۔ حقیقۃ الوحی ص ر ۲۳۴ میں لکھتا ہے کہ ۲۰، ۲ سال ذیابیطس میں مبتلا رہا۔ حقیقۃ الوحی ص ر ۳۰۶ میں لکھتا ہے کہ درد گردہ سے موت کے قریب ہو گیا۔ حقیقۃ الوحی ص ر ۳۴۰ میں ہے کہ مجھے دو مرضیں لاحق ہوئیں دردِ سر ۲۵ برس تک اور ذیابیطس ۲۰ برس تک۔ ۲۰ مرتبہ روزانہ مجھے پیشاب آتا تھا۔ حقیقۃ الوحی

ص ر ۳۶۳ میں لکھتا ہے کہ دوران سر و تشنج قلبی و دق کا اثر اب تک باقی ہے۔ نزول المسیح ص ر ۲۰۹ میں اور سنئے مرزا صاحب کی حق گوئی اور اپنے لئے بددعا کی۔ وہ یہ ہے: جب ڈاکٹر عبدالحکیم نے مجھے ایسا کوسا اور دکھ دیا۔ درحقیقت اگر میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس برس سے رات دن خدا پر افترا کرتا ہوں اور اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور میں لوگوں کا مال خیانت اور بددیانتی و حرام خوری کے طریقہ سے کھاتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداریوں سے بڑھکر سزا کے لائق ہوں۔ یہ میرے فتنے سے نجات پائیں اور اگر میں ایسا نہیں ہوں تو ڈاکٹر ذلیل ہو اور اگر میں ایسا ہوں تو میرے آگے لعنت اور ذلت ہو اور پیچھے لعنت و ذلت ہو۔ پس مرزا صاحب چونکہ واقعی حرام خور تھے تو ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء میں ہلاک ہوئے اور ڈاکٹر صاحب ۱۹۲۰ء میں فوت ہوئے۔

اب سوال اس بات کا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی حرامخوری ثابت نہ ہو تو افترائے محض ہے۔ لیکن تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب درحقیقت حرام خور تھے جیسے کہ آئینہ مرزا ص ر ۲ میں مسطور ہے۔ روپے لنگر خانہ کے واسطے ۵۱۰ روپے، حضرت صاحب کے واسطے ۱۵۰ روپے کے چاول جوئی پرشاد آڑھتی ہیلی بھیت سے منگائے کہ حضرت صاحب معمولی چاول نہیں کھاتے تھے۔ بیوی کی ناراضگی پر بابو صاحب فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اپنی پوری تنخواہ اور سفر خرچ تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔ اگر بالائی آمدنی سے حضرت کی خدمت کرتا ہوں تو تمہیں اس سے کیا غرض ہے۔ بیوی نے کہا کہ تمہارا نوٹوں کا یہ پلندہ ناجائز آمدنی کا ہے۔ تو خدا تعالیٰ ناپاک شے میں سے ایک پیسہ بھی نصیب نہ کرے۔ مگر جبکہ تم مرزا صاحب کو نبی مانتے ہو تو تمہارا ہمارا گذارہ نہیں ہو سکتا۔ تم مرزا صاحب کو نبی کہنے سے اسلام سے خارج ہو۔ بابو نے کہا کہ میں حضرت اقدس کو بموجب ان کے فرمان کے

امام الزمان، مجدد، مسیح موعود اور مہدی موعود مانتا ہوں۔ تو مرد و زن کی عقائد کی بابت بحث چھڑی۔

مرزا صاحب کی حرام خوری کی اور وجہ دیکھئے۔ مرزا صاحب نے چیف کورٹ کے مقدمہ میں بیگانہ مال پر دانت تیز کئے۔ (آئینہ مرزا ص ۱۲)

۲..... مرزا صاحب نے ایک فضول خرچی کی ایک بے بنیاد و منارہ پر مسلمانوں کے بیس پچیس ہزار بے فائدہ برباد کئے۔ ﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ﴾ پر عمل کر کے شیطان کے ساتھ برادری قائم کی۔ آئینہ مرزا ص ۱۳/ نمبر ۱۳ اپنی بیچاری عزت بی بی جو منکوحہ مرزا صاحب تھیں۔ تعلیق کر کے ...... کا پر عمل کیا۔ یعنی مرزا صاحب نے فرمایا کہ اگر محمدی بیگم آسمانی نکاح والی کو میں گھر میں نہ لاؤں تو مجھ پر تین طلاق سے حرام ہے۔ مرزا صاحب نے حیلے بہانے بہت کئے۔ جاسوس بھیج کر محمدی بیگم کو اور اس کی والدہ کو لالچ دے کر، بعدۂ چاپلوسی، منت، سماجت بعدۂ دھمکی، ڈراؤ بعدۂ اس کے خاوند کے قتل کی دھمکی، بددعا کی دھمکی سے کام نہ نکلا تو اپنی عورت عزت بی بی کو طلاق یعنی تین طلاق دے کر دنیا اور دین دونوں ہاتھ سے دے بیٹھا۔ مگر خیر دنیا میں آبرو عزت نہ رہی دین تو پہلے ہی سے نہ تھا کہ آپ دہریہ مشرب تھے۔ آئینہ مرزا تو دونوں کام بگڑے۔ محمدی بیگم قابو میں نہ آئی اور عزت بی بی بے قابو ہوگئی۔ بے نکاحی گھر میں رکھ کر حرام کاری اس کے ماسوائے۔

ایک سادھو کا قصہ مشہور ہے۔ کہ مٹھائی بٹ رہی تھی۔ سادھو صاحب نے مٹھائی لے کر ہاتھ پیچھے کر کے دوسرا ہاتھ بڑھایا۔ ادھر مٹھائی ختم ہوگئی اور پیچھے سے کتا پہلی مٹھائی لے بھاگا۔ سادھو صاحب ادھر کے رہے نہ ادھر کے۔

۳..... خلاف شرع تصاویر بنانا اور گھر میں رکھنا اور تصاویر بیچنا۔ اس کی کمائی کھانا۔ (آئینہ مرزا

ص ۱۳) مرزا صاحب نے تاویل کی کمائی کر دی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

۱..... عیسیٰ ابن مریم سے مراد غلام احمد قادیانی ہیں۔ (آئینہ مرزا ص ۱۹)

۲..... روح اللہ سے بھی وہی مراد ہیں۔

۳..... رجل فارسی سے بھی وہی مراد ہیں۔

۴..... حارث سے وہی مراد ہیں۔ اور دمشق سے مراد قادیان ہیں۔ یروشلم قادیان، بیت المقدس قادیان، مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان، کدعہ سے مراد لدھیانہ، مھبوط اور نزول کے معنی پیدا ہونا۔ مہدی سے مراد مسیح موعود ہے۔

مرزا صاحب نے کیا بنایا کہ بہشتی مقبرہ بنایا۔ مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ جو صاحب اس میں مدفون ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔

۴..... مرزا صاحب نے اعلان کیا کہ جو مرید بننا چاہے وہ چندہ داخل کرے اگرچہ ایک دھیلا ہی ہو۔ ورنہ وہ مریدی سے خارج کر دیا جائے گا۔ (بھلا مرزا صاحب اور ان کے متبعین بتائیں کہ شریعت نے کب حکم دیا کہ وہ کیسا ہی مفلس ہو تو مرید مریدی سے خارج لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ احمدی ڈائری میں ہے ۱۸۸۰ء کو اپنے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور اور ۴؍ مارچ ۱۸۸۹ء میں بیعت لینے کا اشتہار دیا اور ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

سر منہ میں کچھ لنگر خانہ اور یتیم خانہ میں داخل کرو۔ ایک مہمان جب کہ وارد ہوا۔ دعوت کیلئے کہا گیا۔ مگر اس نے میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ گھر کا خرچ تنخواہ و سفر خرچ پر چلتا ہے اور بالائی آمدنی تو کچھ تو (قادیان کے) چندوں میں جاتی ہے، کچھ بہشتی مقبرہ میں سیٹ خریدنے کے لئے بابو صاحب کے پاس موجود ہے۔ اسی سے قادیان

کا لنگر چلتا ہے کیونکہ لنگر خانہ کے لئے کوئی رقم تو مقرر ہے نہیں۔ اس پر لنگر کا گذارہ ہے آیا اس کے سوا گذارہ نہیں۔ تو مرزا صاحب بھی اسی لنگر سے کھانا کھا کر نیکی اور مستجاب الدعواۃ ہو سکتے ہیں۔ میل کچیل زکوٰۃ، خیرات تو نبی استعمال نہیں کرتے، کیونکہ نبی پاک ہوتے ہیں۔ لنگر خانہ کے ہزار ہا روپے خرچ کرنا نہ حساب نہ دریافت اندھا دھند خرچ کون پوچھتا ہے۔ بیوی میں آپ کو دکھا دوں کہ مرزا صاحب لنگر کے روپے ہضم کر جاتے تھے۔ ایک مرتبہ رسالدار صاحب سے ۵۰۰ روپے لئے کہ بیٹا ہوگا مگر بیٹی بھی نہ ہوئی (جواب دیا تم بے اعتقاد ہو)۔ یہ کب حلال ہے۔ روئیداد مقدمہ ص ۶۸۔ قادیانی روبرو تحصیلدار تاج الدین صاحب کے روبرو انکم ٹیکس وصول ہوا۔ اور مرزا صاحب اکثر لنگر کا کھانا کھایا کرتے تھے۔ (شاید میٹھا یا پھیکا یا نمکین چکھنے کیلئے ہو) حالانکہ لنگر خانہ میں مساکین کے لئے صدقات فرضی اور واجبہ بھی ہوتے ہیں۔ جیسے زکوٰۃ اور نذر واجبہ جائز نہیں۔ متمول کے لئے تو ویسے بھی جائز نہیں۔ نبی کے لئے تو ایسی چیزیں ناپاک اور میلی کچیلی ہوتی ہیں۔ اور صدقہ نافلہ بھی مساکین کا حق ہوتا ہے نہ کہ مرزا صاحب کے خاندان یا تابعدار کیلئے مقرر کیا جائے۔ سابقین متقدیان کا حال یہ ہے۔ سیدنا ابوبکر صدیق کی یہ حالت تھی کہ ایک بکری کا دودھ پیا بعد کو معلوم ہوا کہ اس بکری نے مالک کی اجازت کے بغیر پتے کھائے تھے۔ معلوم ہونے پر آپ نے حلق میں انگلی ڈال کر فوراً قے کر دی۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک کھجور کا دانہ زکوٰۃ سے کھایا تو حضور ﷺ نے صاحبزادہ کو فرمایا کخ کخ (پھینک دو ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں) اور حضرت کی بکری کسی کے کھیت میں بغیر ان کی اطلاع کے کہ کھیت کے چند پتے چر گئی آپ نے فوراً حلال کر دی۔ فرمایا کہ ابھی وہ بیگانے پتے بکری کے حلق میں ہیں اگر معدہ میں جاتے تو سب گوشت ناپاک و فاسد ہو جاتا۔ سبحان اللہ! ورع و تقویٰ

اس کا نام۔ بخلاف نبی قادیانیوں کے حرام حلال کھایا اور ڈکار بھی نہ لیا۔ یہ ہیں قادیانیوں کے نبی صاحب۔ اس کی مثل وہ ہے جو ایک مینڈھا کسی کے مال میں گھس آیا تو عاقبت سے ڈر کر لوگوں سے دریافت کیا کہ بھائی یہ کس کا ہے؟ تو ایک سردار صاحب نے فرمایا کہ بھائی میرے حوالے کرو۔ کہ اس طرح کے کتنے مینڈھے میرے پیٹ میں ہیں۔ یہ بھی میرے پیٹ میں اپنے بھائیوں میں پہنچ جائے گا۔ مرزا صاحب کے پیٹ میں لنگر خانہ کا پیسہ، حلال وحرام، جائز اور ناجائز ہو۔ جیسے بابو صاحب کی بالائی آمدنی مرزا صاحب کے حوالہ ہوگی۔

بابو عبدالحی مصنف کتاب ''آئینہ مرزا'' فرماتے ہیں کہ میں حیران ہوں کہ حضور ﷺ کے بعد جھوٹے نبی نبوت کا دعویٰ کرتے آئے اور عوام کیا بلکہ پڑھے لکھے لوگوں کو دام تزویر میں لاتے رہے۔ مگر دراصل یہ لوگ خدا اور رسول کے منکر ہوتے ہیں۔ عیش پرستی اور لیڈری کے شوق میں اسلام کی آڑ میں شکار کھیلتے ہیں۔ اور تبع بھی ایسے مطیع ہوتے ہیں بلا سوچے سمجھے ان کی تابعداری بلکہ اور لوگوں کو پھسلانے میں کوشاں رہتے ہیں۔ اس پر جان و مال خرچ کرتے ہیں۔ سر منڈوا کر بعد میں سوچتے ہیں جبکہ پھنس جاتے ہیں اور ضد وہٹ دھرمی گلے کا ہار بن جاتا ہے۔ اوپر سے قدم اکثر چکا ہوتا ہے۔ جیسے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے ۲۰ برس گمراہ رہ کر سوچا اور بابو احسان اللہ صاحب عرصے کے بعد تائب ہوئے۔ بعض لوگ ہم خیال ہو کر اندھا دھند چلے جاتے ہیں۔ حرص ہوتی ہے کہ لوگوں کو فائدہ ہو یا نہ ہو، اسلام کو فائدہ ہو نہ ہو ہماری جماعت بن جائے اس صورت میں آکر ہزاروں روپے بیگانہ مال مفت اور ڈرز میں اڑا جاتے ہیں۔ مگر خوفِ خدا اور حساب کا فکر نہیں ہوتا۔ بابو صاحب آپ تائب ہو جائیں، اس عقیدہ سے رجوع کر کے میرے ہم خیال ہو جائیں، قاضیانی چندوں سے نجات پائیں بلکہ آئندہ یہ ناپاک روپیہ جو آپ لنگر خانہ

اور بہشتی مقبرہ کے لئے غریب مزدوروں کا پیٹ کاٹ کر ٹھیکہ داروں سے سرکاری عمارتوں میں بے ایمانی کر کے ٹھیکہ داروں کو اجازت دے کر جو روپے آپ نے کما کر بہشتی مقبرہ کے خریدنے کیلئے داخل کیا ہے (کیا یہ روپیہ آپ کو جہنم میں لے جائیگا یا جنت میں؟) تمہیں کیا فائدہ دیگا۔ دراصل مرزا صاحب دہریہ تھے۔ پیغمبری اور وحی کی آڑ میں روپیہ حاصل کرنا مقصود تھا۔ اور نہ خوف خدا اور نہ قیامت کا ڈر۔ دوزخ یا بہشت ان کے نزدیک محض خیالی بات اور روپے جمع کرنا مقصود تھا۔ (آئینہ مرزا ص ۷۰)

مرزا صاحب نے رسالہ الوصیت میں اپنے متعلقین کو خوب قابو کیا۔ لکھتے ہیں:

"اپنے الہامات ص ۱۵ میں فرماتے ہیں کہ حوادث آئیں گے اسکے بعد مجھے چاندی کی قبر دکھائی گئی۔ وہ مٹی بھی چاندی کی طرح چمکتی ہے۔ بتایا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ ایک بہشتی مقبرہ مجھے دکھایا گیا کہ اس میں برگزیدہ لوگوں کی قبریں ہیں۔ اس میں شرط کی گئی کہ جو میرے حکم کے پابند ہوں گے وہ اس مقبرہ بہشتی میں داخل ہوں گے۔ وہ تین شرطیں ہیں۔

۱...... اپنی آمدنی کی حیثیتی ٹیکس یعنی چندہ ادا کرے۔

۲...... اپنے مرنے پر دسواں حصہ تمام جائیداد کا اس کام پر وصیت کر جائے کہ اس کے ترکہ میں سے دسواں حصہ تبلیغ احمدی پر خرچ ہوگا اور راسخ الاعتقاد اور صادق وکامل الایمان اس سے بھی زیادہ وصیت کرے (وہ تو اکمل ہوگا جو اپنے رشتہ داروں کی حق تلفی کر کے کل مال احمدی تبلیغ پر خرچ کروا لے) مرزا صاحب مغل مقدر کا جواب لکھتے ہیں۔ کوئی اسکو بدعت نہ سمجھے یہ حکم حسب وحی ہے۔

بابو صاحب فرماتے ہیں۔ قاضی صاحب آپ کیا پوچھتے ہیں ایک چھپے مرزائی نے اخبار "الحکم" کا خریدار بنا کر مجھے اس میں پھنسایا۔ میں بدقسمت اس میں پھنس گیا۔ نئے

طریقے مرزا صاحب پھنسانے کے نکالتے۔ (کوئی قسمت والا ان کے داؤ سے بچتا ہے) لیجئے وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون ہیں اب میں دیتا ہوں۔ اگر ملے امیدوار (درثمین ص ۱۰۶) (دیکھئے مرزا صاحب ادھیلا کر کے چندہ مانگتے ہیں جو نہ دے وہ مریدی سے خارج) بڑا تی بڑی کہ ہزاروں سال مدفون خزائن بتاتے ہیں۔ ابھی ہمیں نہ آپ نکال لیجئے۔ نبی قادیان مبلغ دلیر ایسے تھے کہ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی کہ مرزا صاحب لوگوں کو ڈرا دھمکا کر اپنا رعب ڈال کر کام نکالتے ہیں تو حکومت کی طلبی پر مرزا صاحب نے (اپنے کان پکڑ کر توبہ کی) کہ آئندہ میں کبھی کسی کو مباہلہ کی طرف یا موت کا ذکر کسی کو نہ لاؤں گا۔ ۹ دفعہ آپ کے سامنے آئے مرزا صاحب صلح پر جھک گئے۔ (حق یہ تھا کہ حکومت کو صاف کہہ دیتے کہ میں نبی ہوں مجھے الہام اور خدائی حکم ہے۔ میں جو کچھ کہتا ہوں وحی سے کہتا ہوں۔ دلیرانہ جواب دیتا تھا۔ تائب کس بات پر ہوتا تھا۔ مگر جعلی نبی ایسے ہی بزدل ہوا کرتے ہیں) ملاحظہ ہو افعال آئینہ مرزا ص ۹۱ میں اسکا خلاصہ لکھ دیا ہے۔ (عبدالغفور)۔

بڑے مزے دار واقعات ہیں۔ میں نے طول کے خوف سے ترک کر دیئے۔ مرزا صاحب تائب ہوئے مگر سخت تائب ہوئے۔ خدا تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ مرزا صاحب کا باپ پانچ روپے ماہوار کشمیر میں ملازم اور مرزا صاحب ۱۵ روپے ماہوار کچہری میں نوکر۔ جب مرزا صاحب نے لنگر کا مال کھانا شروع کیا تو دوسو روپے فیس بیٹھے کے بیمار ہونے پر دے دیتا۔ (فضل رحمانی ص ۳۵، آئینہ مرزا ص ۱۳۱ و اخبار اہلحدیث) (نبی قادیانی کی اتنی آمدنی کہاں سے آئی کہ دوسو روپے صرف ڈاکٹر کی فیس ہے۔ دوائی تو چار سو کی ہوگی۔ یہ سب کمائی نبوت کی ہے۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ)

ہمارے نبی ﷺ سلطان الانبیاء نان جویں پر اکتفا فرماتے اور وہ بھی کا ہے گا ہے۔ نبی قادیانی یہ گلفرے اڑاتے ہیں۔ یہ اندازہ کرنے والے حلال وحرام کی کمائی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ مرزا کی چالاکیاں دیکھو جب پیشگوئی میں نہ پورا ہونیکی وجہ سے شرمسار ہوتا ہے۔

۱..... پیشگویوں پر استعارات (جھوٹ) کا الگ غلبہ رہتا ہے۔ (نزول المسیح ص ۸۰)

۲..... اجتہادی غلطیاں انبیاء سے بھی ہو جاتی ہیں۔ (ازالہ ص ۸)

۳..... یہ کہنا کہ سچے نبیوں اور محمد ﷺ عوام کی نظر سے صفائی کیساتھ پورا ہونا بالکل جھوٹ ہے۔ (الہدیٰ ص ۷۲)

۴..... وعید کا پورا ہونا اور پیشگوئی کا پورا ہونا بموجب نصوص قرآنی واحادیث صحیح ہونا ضروری نہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۳۸۹)

۵..... کبھی خدا وعدہ پورا نہیں بھی کرتا۔ (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۷۷)

لوکر لو جو کچھ مرزا کا کرنا ہے۔ کر لو یہ کسی کو پکڑائی دیتا ہے؟ مکھری کی مانند شاخوں پر چڑھتا ہے۔ حالانکہ اپنی تصانیف میں مرزا لکھتا ہے۔ زمین آسمان ٹل جائیں مگر خدا کا وعدہ نہیں ٹلتا۔ ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾ اور اب خدا کے وعدہ کو بھی پلا ئے بیٹھا ہے۔ جس کی ایک زبان نہ ہو ایمان ایک کیسا ہو سکتا ہے۔ (آئینہ مرزا ص ۱۹۵)

یہ سب ڈھنگ محمدی بیگم آسمانی منکوحہ قبضے نہ آنے کے ڈھنگ بھلا خدا کا وعدہ کیسا پورا ہو سکتا جس نے مرزے کے ساتھ اتنی لاپرواہی کی۔ خود نکاح پڑھنے والا آسمان پر نوری فرشتے گواہ پھر محمدی بیگم مرزے سے چھین کر غیر کے نکاح میں دے دینا وعدہ خلافی کی اور کیا صاحب باقی مرزے صاحب کے نزدیک خدا وعدہ خلافی کر سکتا ہے۔ نعوذ باللہ من

ذالک الاسلام والایمان۔ ایک یہ دعا کیا وعدہ خلاف اور نامقبول ہے۔ مرزا صاحب باوجود خدا تعالیٰ کے ساتھ ہر وقت ہر گھڑی ہر لحظہ خدا کے ساتھ ہمکلام ہونے اور مستجاب الدعواۃ ہونے کے مرزا صاحب کی سترہ ہزار نوسو بیس دعائیں نامقبول ہوئیں۔

مرزا صاحب امام الصلح ص ۱۰۶ میں لکھتے ہیں۔ پانچوں وقت میں نے طاعون کے دفع ہونے کے لئے ہمیشہ دعا کی۔ یکم اگست ۱۸۹۸ء سے ۲۵ مئی ۱۹۰۸ء تک ۲۲ رسال دعا کی۔ مگر مقبول نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ چند افراد دارالامان قادیان میں فوت ہوئے۔ حالانکہ ایک مقام پر لکھتے ہیں کہ میری آہیں طاعون بن کر آئیں۔ (آئینہ مرزا ص ۲۰۰) مرزا صاحب کی حلال وحرام خوری کی تعریف آپ کے دہلی والے خسر کرتے ہیں۔ ان کے خسر فرماتے ہیں۔

نظم

ہے کہیں نوش بزرگی کی لگا　　آؤ لوگو ہمیشہ ہے فضل خدا

ہو ہمارے فضل میں تم بھی شریک　　ہم تمہیں دیں فیض دو تم ہم کو بھیک

مال و دولت اور بیٹے پاؤ گے　　گر بجا ہماری خدمت لاؤ گے

تم پھلو پھولو گے دشمن ہوں گے خوار　　تم پہ رحمت ان پہ ہو گی حق کی مار

مال جو دے وہ مرید خاص ہے　　اس کے دل میں بالخصوص اخلاص ہے

جو نہ دے مال وہ کیسا ہے مرید　　شر اس کو جان لو یہ ہے یزید

ہے مریدی واسطے پیسوں کے اب　　ہائے دنیا میں پیسہ غضب

ہر گھڑی مالداروں کی ہے تلاش　　تا کہ حاصل ہو کہیں وجہ معاش

قرض سے ایک دفعہ ہو جائے نجات　　گو ملے صدقہ یا ملجائے زکوٰۃ

ہو قیموں کا کہ یارانڈوں کا ہو   رنڈیوں کا مال یا بھانڈوں کا ہو
کچھ نہیں ان کو تمیش سے کچھ غرض   حرص کا ہے ان کو اس قدر مرض
آج کل مکار ایسے پیر ہیں   جن کے جان ومال بے تاثیر ہیں
کہیں تصنیف کر رہے ہیں کہیں اشتہار   یہ بھی لوگوں نے کیا ہے روزگار
پیشگی قیمت مگر لیتے ہیں وہ   خلق کو اس طرح دم دیتے ہیں وہ
بعض کھا جاتے ہیں قیمت سب کی سب   اس طرح کا پڑ گیا یارو غضب
قیمتیں کھا کر نہیں لیتے ڈکار   جیسے آتا تھا کہیں ان کا ادھار
جو کوئی مانگے وہ بے ایمان ہے   وہ بڑا ملعون اور شیطان ہے
بدگمانی کا اسے آزار ہے   سارے بدبختوں کا وہ سردار ہے
ایک تو پلے سے اس نے زر دیا   دوسرے بدنام اپنے کو کیا
کھا گیا مال جو وہ اچھا رہا   کچھ گھٹا اسکا نہ ہرگز انقا
بدمعاش اب نیک از حد بن گئے   نو مسلم آج احمد بن گئے
یعنی دوراں بنے دجال ہیں   ہر طرف ڈالے انہوں نے جال ہیں
ظاہر افعال ان کے نیک ہیں   سارے عالم میں گویا وہ ایک ہیں
عالم وصوفی ہیں شب خیز ہیں   مال پر لوگوں کے دندان تیز ہیں
ہر طرح سے مال ہیں وہ نوچتے   ہیں یہی تدبیر ہر دم سوچتے
جس طرح ہو مال کچھ کھا جایئے   کچھ نیا شعبدہ اب دکھایئے
ہو کوئی کیسا ہی بدمعاش   منہ زر کی دے دے ان کو فاش
پھر تو وہ مقبول رحماں ہے ضرور   ان کے دل کو اس نے پہونچایا سرور

متقی ان کو نہ دیوے ہے وہ شقی   جو شقی دے ان کو ہے وہ متقی
ہیں امیروں سے بڑھاتے میل جول   کر کے تعریفیں اڑاتے ہیں مول
جو کوئی دے ہاتھ کردیں گے دراز   اس قدر ہے ان کے دل میں حرص وآز
ہیں امیر اور لیتے ہیں صدقہ وزکوٰۃ   دینداری کی نہیں ہے کوئی بات
علم ہے دنیا کمانے کے لئے   دولت دنیا ہے کھانے کے لئے
دل میں اپنے منفعل ہوتے نہیں   ہنستے جاتے ہیں اور کبھی روتے نہیں
نیند میں بدمست ہوجاتے ہیں وہ   اپنی چالاکی پر اتراتے ہیں وہ
اپنی تعریفوں سے بھرتے ہیں کتاب   آئینہ قرآن ہیں گویا ان کے خواب

(آئینہ مرزا ص ۲۰۲)

یہ مرزا صاحب کے خسر دہلی والے کی تعریف ہے۔ اس سے زیادہ کیا تصدیق چاہتے ہیں۔ ظلی بروزی تمثیلی بنتے بنتے آپ عین حضرت ہوگئے۔ ''میں عین آنحضرت ہوں، میں آخری نور ہوں، جو مجھے نہ مانے کافر ہے۔ جو مجھے تین ماہ تک چندہ نہ دے جماعت سے خارج کیا جائے۔ (آئینہ مرزا ص ۱۵۵) میرا منکر اسلام کا منکر ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۹)

مرزا صاحب کا دعویٰ اس پر منحصر ہے کہ عیسیٰ کو میں مردہ بنا کر اپنے دعویٰ مثیل عیسیٰ میں کامیاب ہوجاؤں۔ اول تو یہ دعویٰ غلط اور نصوص قطعیہ کے مخالف ہے۔ آیات قرآنی اور احادیث وتفاسیر وعلم عقائد وبزرگان دین کے اقوال سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر بجسدہ وبروحہ زندہ تشریف لے گئے اور واپس تشریف لائیں گے۔ پس اب مرزا صاحب کی حجت بازی کام نہیں آتی۔ اول چالاکی مرزا صاحب

نے یہ کی کہ:

۱..... متوفیک

۲.....فلماتوفیتنی

۳..... قد خلت من قبله الرسل

۴.....انجیل کا حوالہ دے کر ثابت کرنا چاہا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گئے حق کی قسم۔

جتنے نمبر گذرے، تعارف مرزا تحریف مرزا اکاذیب مرزا لیاقت مرزا میں جوابات لکھے گئے کہیں مجمل کہیں مفصل اپنے اپنے مناسب جوابات لکھے گئے۔

مرزا صاحب نے اور انکی جماعت نے اتنی نامردانہ دلیری اور بزدلانہ جرأت کی۔ مرزا صاحب نے ایک ہزار روپیہ اس شخص کو انعام دینے کا وعدہ کیا کہ جو متوفیک اور قد خلت من قبله الرسل سے عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور جسمانی رفع ثابت کرے۔ اس کو مرزا صاحب کی جماعت میں پچیس ہزار روپیہ دیں گے۔ مگر یہ چالاکی ان سادہ لوح مسلمانوں اور انگریزی خانوں کو جو کہ علم دینی سے ناواقف ہیں۔ ان کے دھوکہ کے لئے یہ آزمائش کا شکار بنا کر سچا ہونا چاہتے ہیں۔ عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالنا چاہتے ہیں اور خاص و عام کو اندھا کرنا چاہتے ہیں۔ بھلا تمام دنیا ان کے داؤ میں آ سکتی ہے؟ صاحب بصارت اور صاحب بصیرت ان کے داؤ میں نہیں آ سکتے۔ مگر متوفیک اور توفیتنی کے ذیل میں جتنے قرآن کریم میں توفی کا ذکر آیا ہے سب کو اس کے ماتحت کر کے مقصد نکالنا چاہا۔ حالانکہ توفی ہر جگہ موت کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا۔ ﴿وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ﴾ کی امثلہ دوسرے نمبر میں گذر چکے اعادہ کی ضرورت نہیں اور یہ بھی تحریر کیا گیا کہ متوفیک مضارع کا صیغہ ہے۔ جو استقبال کے لئے خاص

ہے۔ الا ماشاء اللہ اور توفیتنی کو واقعہ قیامت کا ذکر ہے کہ قیامت کے دن یہ سوال ہوں گے۔ اور اذ بمع اذا کا جواب ہی لکھا گیا اور خلت من قبله الرسل کا اس جگہ وفات عیسیٰ کا کوئی موں کوئی موقع کوئی قرینہ ماسبق وما لحق میں عیسیٰ علیہ السلام کا کہیں ذکر بھی نہیں۔ اس جگہ خت کے معنی مرنے کے لئے تعصب کی پٹی آنکھ پر باندھی ہے۔ ﴿وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ﴾ بیت اللہ قد خلت میں جواب آ چکے۔ جو تفاسیر میں مرزا نے حوالے دیئے اس کے برخلاف انہیں تفسیر میں لکھا ہوا پیش کیا گیا۔ اتنی بڑی مرزا صاحب نے لاف ماری کہ کوئی آیت یا صحیح حدیث یا ضعیف یا غریب یا وضعی حدیث یا کسی صحابی یا امام کا قول دکھائیں تو اتنا انعام ہم دیں گے۔ بفضلہ تعالیٰ آیات قرآنی ﴿وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾

۲.....﴿وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾

۳.....﴿ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ ان آیات میں اور ان پر تفاسیر کے حوالے دیکر اور احادیث صحیحین اور عینی، قسطلانی، عسقلانی کے علاوہ صحاح ستہ کی ۱۳۵ احادیث سے اور علم عقائد کے حوالے دیکر اس امر کو واضح طور پر لکھ دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے اور تشریف زمین پر لا کر نکاح کرنے اور اولاد ہونے کے بعد فوت ہوں گے اور آپ کی نماز جنازہ مسلمان پڑھیں گے اور حضور ﷺ کے روضہ اطہر میں مدفون ہوں گے۔ لیکن باوجود اس بات کے مرزائی حجت پر حجت کرتے چلے جاتے ہیں ”جی عیسیٰ آسمان پر کیا کرتے ہیں۔ انکی وہاں کیا کھاتے ہیں اور بشر کہاں سے آیا ہے اور ٹٹی پاخانہ کہاں کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ بے ہودہ سوالات کر کے دفع وقتی چاہتے ہیں۔ علماء انکی حجتوں پر صبر کرتے رہے

۔امام الزماں بنا، مجدد بنا، مجتہد بنا، مہدی بنا، مثیل عیسیٰ بروزی ظلی سب کچھ بنا، آخر نبی بنا۔ پھر مرزا خدا کا بیٹا بنا، خدا خود بنا۔ زمین آسمان بنانے کا دعویٰ کیا۔ رگ رگ میں قدوسیت کا دعویٰ کیا۔ خدا کے ساتھ ہمکلام ہو یا بارش کی طرح ہونے کا کیا۔ کن فیکون کے اختیارات کے مالک ہونے کا دعویٰ کیا۔ کیا نہ بنارشی اوتار آریہ کا بادشاہ ملک جی سنگھ کرشن مہاراج بنا۔ آدم علیہ السلام اور محمد ﷺ ہونے تک کا دعویٰ کیا۔

معمولی باتوں پر تو علماء خاموش رہے جب خدا کے پانی ہونے اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا تو علماء برداشت نہ کر سکے۔ جب ان دعوؤں کے علماء کرام نے ثبوت مانگے تو آئیں بائیں کر کے تاویلیں کرنے لگا۔ جب نبوت کا دعویٰ کیا تو علماء کرام نے خاتم النبیین کی آیت پیش کر کے جواب مانگا تو لگا تاویلیں جھتیں کرنے۔ مگر اب تو علماء کرام نے ایسا پکڑا کہ گردن چھوڑانا محال ہو گیا۔ خاتم النبیین پر تو انکی جماعت لاہوری پارٹی والے بھی مخالف ہو گئے۔ اہلسنت و جماعت علماء کرام نے جب شکنجہ میں دے کر گلا دبایا تو تائب ہوا اور یہ حوالے دے کر خلاصی کر دی جو مرزے کے قلم اور اسکے حواریوں کے حوالے دیکر لکھا جاتا ہے۔ ’’مرزا صاحب کی پیدائش ۱۸۳۹ء میں ہوئی اور ۱۸۸۰ء میں آپ نے بالہام الٰہی مجدد ہونے کا دعویٰ کیا اور (۴) چار مارچ ۱۸۸۹ء میں بیعت لینے کا اشتہار دیا اور ۱۸۹۱ء میں مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں وفات پائی۔ آپ کے ہر مرید پر ماہوار چندہ تھا خواہ پیسہ بلکہ ادھیلا ہی ہو۔ (احمدی ڈائری ص ۲)

اول آپ نے امام الزمان ہونے کا دعویٰ کیا۔ امام میں اوصاف حمیدہ و اخلاق جمیلہ ہونے لازمی ہیں۔ لیکن مرزا صاحب نے اوصاف رذیلہ سے مزین ہو کر گمراہ کرنا شروع کیا۔ اور انبیاء علیہم السلام خصوصاً عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ عفیفہ

اور آپ کے خاندان پر ناجائز حملے اور علماء امت اصفیاء کرام کو یہودی اور حرام خور بوڑھے کتے اور بھونکنے اور بھو بھو کرنے والے اور عوام مسلمین کو جو مرزا صاحب کو نہ مانے کافر کہنا شروع کر دیا۔ اور جو مرزا صاحب کے سلسلہ میں منسلک نہ ہو ان سے ناطے رشتے توڑنے اور ان پر نماز جنازہ اور انکی اقتداء کے عدم جواز وغیرہ وغیرہ کا فتویٰ دیا۔ یہ مجدد صاحب، امام الزمان مہدی صاحب، مثیل عیسیٰ وظلی و بروزی صاحب کا فتویٰ ہے۔ فتاویٰ احمد و دیگر کتب مرزا میں مسطور ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ جبکہ علماء کرام نے مرزے سے وجہ اس حکم کی دریافت نہ کی تو مرزا صاحب دلیر ہو کر نبوت مستقلی کا دعویٰ کر بیٹھے۔ تب علماء نے مرزا سے دریافت کرنا شروع کیا کہ جو کچھ تمہارا دل چاہا تم نے کیا ہم خاموش رہے مگر جبکہ تم نے نبوت کا دعویٰ کیا اب جواب دو کہ تم نے نبوت کا دعویٰ کیوں کیا تو اس نے یعنی مرزا صاحب نے مخاطب کو یہ جواب دیا۔

۱......کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل عظیم نے ہمارے نبی ﷺ کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی ﷺ نے اسکی تفسیر لانبی بعدی فرما دی۔ اور کہا کہ اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا باب وحی بند ہونے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ مسلمان پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول ﷺ کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے در آں حالانکہ آپکی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔ (قادیانی مذہب ص ۱۸۸، حمامۃ البشریٰ ص ۳۴)

۲......آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اور حدیث لانبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہیں اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے اپنی آیت ﴿وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ سے بھی اس بات کی

تصدیق کرتا ہے کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ (کتاب البریہ ص۱۸۴ حاشیہ غلام احمد قادیانی۔

۳...... ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے (ابھی مرزا کا صادق الوعد ہونیکا شک ہے) جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول ﷺ کے ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔ (ازالہ اوہام ص۵۷۷، مصنفہ مرزا غلام احمد)

۴...... قرآن کریم کے بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین متوسط چیز ملتا ہے۔ اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت نہ ہو۔ (ازالہ اوہام ص۷۶۱)

۵...... رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔ (ازالہ اوہام ص۶۱۴، مصنفہ مرزا غلام احمد)

۶...... حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام و عقائد دین جبرئیل کے ذریعہ سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائیگی۔ (ازالہ اوہام ص۵۳۴)

۷...... قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ (یہاں سے زبان مرزا صاحب کا متزلزل معلوم ہوتا ہے) لیکن ختم نبوت یہ کمال یا تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق

موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ اجائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے۔ اور بعد اسکے کہ جو وحی نبوت منقطع ہو چکی ہے۔ پھر سلسلۂ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اسکی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔ (ایام صلح مرزا ص۱۴۶)

۸...... اور اللہ کو شایان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہے اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے۔ یا ان پر بڑھا دے۔ (آئینہ کمالات ص۳۷۷ اسلام مرزا)

۹...... اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب گو اللہ مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا۔

(ازالہ اوہام ص۵۸۳ حصہ ۲)

۱۰...... اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی ﷺ اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں میں اور ان زمانے کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسبت نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم ﷺ کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لئے نہ بھیجتا اور ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط ہیں اور آپ کا فیض اولیاء اور اقطاب و مجددین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہے خواہ ان کو اسکا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔ (حمامۃ البشریٰ ص۴۹ حصہ اول، طبع دوم ص۵۰)

۱۱...... میں ایمان لاتا ہوں اس امر پر کہ ہمارے نبی محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں کہ ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے .... اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کے سلسلے کو ختم کر دیا۔ (آئینہ کمالات، ص ۲۱)

۱۲...... میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع اور جناب رسول ﷺ پر ختم ہوگئی۔

(اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۲)

۱۳...... ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہلسنّت والجماعت کا ہے۔ اب مفصلہ ذیل امور کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار کرتا ہوں۔ اور خانۂ خدا میں کھڑے ہو کر اقرار کرتا ہوں اور جامع مسجد دہلی میں کھڑا ہوں اقرار کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کا ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسکو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (مرزا غلام احمد، اکتوبر ۱۸۹۱ء تبلیغ رسالت ص ۴۴)

۱۴...... کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر دعویٰ رکھ سکتا ہے اور کیا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے بعد رسول و نبی ہوں۔ (انجام آتھم، ص ۲۷ حاشیہ غلام احمد)

۱۵...... میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب و الحاد و زندقہ ہے پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جبکہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔ (حمامۃ البشریٰ، ص ۹۶ غلام احمد)

۱۶...... مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جاملوں۔ (حمامۃ البشریٰ، ص ۹۶ غلام احمد)

۱۷...... اے لوگو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔ (آسمانی فیصلہ، ص ۲۵ غلام احمد)

۱۸...... ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کے قائل اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ مندرجہ تبلیغ رسالت ص ۲ جلد ششم)

یہ ہیں اقتباسات مرزا صاحب کی تبلیغ و کتب کے۔ اب احمدی صاحبان کو اختیار ہے کہ مرزے کو سچا مانیں یا جھوٹا۔ اگر سچا مانتے ہیں تو جیسے مرزا صاحب نے مدعی نبوت کو بعد از حضور ﷺ کے کاذب و ملحد و زندیق ماننا چاہیے کہ حمامۃ البشریٰ ص ۹۶ میں ہے۔ اور ہم لعنت بھیجتے ہیں جو بعد از حضور ﷺ نبوت کا مدعی ہو جیسے کہ آسمانی فیصلہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ، اور تبلیغ رسالت ص ۲ جلد ۶ میں ہے: تب تو احمدی بھی مدعی نبوت کو جو کہ حضور ﷺ کے بعد دعویٰ کرے ویسے ہی کذاب، ملحد، کافر، ملعون، خارج از اسلام جانیں اور تائب ہو جائیں۔ اور خدا تعالیٰ کے حاضری سے شرمسار ہو کر اس عقیدہ بد سے توبہ کریں اور اپنی عاقبت بالخیر کریں اور مرزا صاحب کو جھوٹا مانیں جو کہ نبوت کا دعویٰ کرتے تھے۔ اب انصاف ناظرین پر ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت کرے اور راہ راست پر استقامت بخشے۔ آمین

تمت بالخیر